وقف نو بچوں میں بچپن سے ہی ان کے دل میں خدا کی محبت بھر دیں کہ یہ دوسرے بچوں سے مختلف نظر آئیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ ؍جولائی ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۴۰﴾

(سبا: ۳۵-۴۰)

اور فرمایا:

قرآن کریم کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۂ سبا سے لی گئیں ہیں اور آیت ۳۵ تا ۴۰ کی میں نے آج تلاوت کی ہے۔ان کا ترجمہ یہ ہے کہ جب بھی ہم کوئی نذیر، کوئی ڈرانے والا کسی بستی یا کسی قوم کی طرف بھیجتے ہیں تو ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے جو خوشحال لوگ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ جس چیز کو بھی تم لے کے آئے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔جس چیز کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو خدا نے جو بھی پیغام دیا ہے قطعٔ نظر اس کے کہ وہ کیا پیغام ہے ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور ساتھ وہ یہ کہتے ہیں نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ہم تم سے اموال میں بھی زیادہ ہیں اور اولاد میں بھی زیادہ ہیں یعنی مالی لحاظ سے بھی تم پر فوقیت رکھتے ہیں اور عددی قوت کے لحاظ سے بھی تم پر فوقیت رکھتے ہیں وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ اور ہم عذاب نہیں دیئے جائیں گے۔

تین نفسیاتی حالتیں ان کی بیان کی گئیں جن کی بنا پر وہ انکار کرتے ہیں اور اس مضمون کو ساری نبوت کی تاریخ پر پھیلا دیا گیا ہے کہ جب بھی خدا کی طرف سے دنیا میں کہیں بھی کوئی ڈرانے والا آیا ہے اس کے ساتھ یہ سلوک ضرور ہوا ہے۔یہاں اختلافاتِ عقائد کی بحث نہیں اُٹھائی گئی یہ گفتگو ہو رہی ہے کہ کیوں انکار کیا جاتا ہے۔انکار کے نفسیاتی پہلو کو نمایاں فرمایا گیا ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انکار کی بنیادی وجہ تکبر ہے اور تکبر دنیا کے لحاظ سے بھی ہے اور آخرت کے لحاظ سے بھی ہے انسان پر بھی بڑے بول بولے جاتے ہیں اور خدا پر بھی بڑے بول بولے جاتے ہیں۔

انسان پر تکبر کی یہ مثال ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہم مال میں بڑے ہیں اور تعداد میں زیادہ ہیں اس لئے چھوٹے سے گھٹیا لوگ جن کو نہ مالی برتری حاصل ہے نہ عددی۔ان کا حق کیا ہے کہ ہم ان کے سامنے گردنیں جھکائیں یا ان کی باتیں ماننے لگ جائیں اور خدا پر بھی دو طرح کے تکبر ہیں، اوّل یہ کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ جس چیز کے ساتھ بھی تمہیں بھیجا گیا ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔یعنی یہ بحث نہیں اُٹھاتے کے کیا چیز ہے جو انکار کے لائق ہے۔اچھی باتوں کا بھی انکار کرتے ہیں بُری باتوں کا بھی انکار کرتے ہیں۔یعنی نہ اس کی پرواہ ہے جس کو بھیجا گیا ہے، نہ اس کی پرواہ ہے جس نے بھیجا ہے اور دوسرا یہ کہ مرنے کے بعد جو معاملہ ہوگا وہ بھی ہم جانتے ہیں کہ جہاں تک ہماری عظمت کا تعلق ہے یہ ظاہر و باہر ہے ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ بھی عذاب نہیں دیا کرتا اور قیامت کے عذاب سے بھی تم ہمیں نہ ڈراؤ ہم یہاں بھی بڑے لوگ ہیں وہاں بھی بڑے لوگ ہی شمار ہوں گے۔دونوں پہلو تکبر

رکھتے ہیں۔ایک بندے پر تکبر اور ایک خدا پر تکبر۔

بنیادی طور پر اس آیت میں اس تکبر کی تفصیل کے ضمن میں تین باتیں بیان ہوئی اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ مال میں زیادہ ہیں، اولاد میں زیادہ ہیں اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ان تینوں باتوں کا جواب ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے جن کی میں نے بعد ازاں تلاوت کی۔پہلے تو یہ فرمایا:

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

تو ان سے کہہ دے کہ یقیناً میرا رب ہی ہے جو رزق کو کشادہ فرماتا ہے اور جس کے لئے چاہے اس کے لئے رزق کشادہ کر دیتا ہے وَيَقْدِرُ اور وہ کم کرنا بھی جانتا ہے۔جس کے لئے چاہے وہ رزق تنگ بھی کر سکتا ہے۔وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے۔

یہاں یہ جو آیت کا دوسرا حصہ ہے آخری اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ یہ قابل توجہ ہے کیونکہ جو لوگ یہ مذہبی مقابلے کرتے ہیں ان میں سے بعض اوقات ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہوتی ہے جو اصولاً اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔اللہ تعالیٰ چاہے تو بڑھا دے چاہے تو کم کر دے۔اس کے باوجود یہ جو فرمایا گیا اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مضمون سے غفلت کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔نظریے کے لحاظ سے ہر ایک کو علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں رزق کو بڑھانا بھی ہے اور رزق کو کم کرنا بھی ہے لیکن وہ لوگ جن کے اوپر رزق کشادہ کر دیا جائے، رزق کی راہیں کھول دی جائیں ان کے اوپر تکبر کی ایسی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہمارا رزق ہمارا ساتھ دے گا اور آئندہ ہم پر کبھی کوئی بُرا زمانہ نہیں آئے گا۔چنانچہ لَا يَعْلَمُوْنَ سے مراد یہ ہے عملاً بیدار مغزی کے ساتھ وہ اس بات کا شعور نہیں رکھتے۔اگر شعور رکھتے تو جس کو خدا تعالیٰ نے رزق میں وسعت عطا فرمائی ہے اس کو کبھی بھی اس بارے میں امن نصیب نہیں ہو سکتا۔ہمیشہ اس کے دل میں ایک عجز کا پہلو رہے گا،

عجز کا پہلو شاملِ حال رہے گا اس کی سوچوں میں، اس کی فکروں میں، اس کے طرز عمل میں ۔وہ یہ احساس رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق عطا فرمایا ہے اور جب چاہے اس رزق کو واپس لے سکتا ہے میرا ذاتی کمال کوئی نہیں۔ میری ہوشیاریوں کے نتیجے میں مجھے رزق نہیں ملا بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔اس کے نتیجے میں اس کے اندر عجز پیدا ہوتا ہے۔

پس عجز کا فقدان ثابت کرتا ہے کہ اس بات کا کسی کو علم نہیں چنانچہ اس کا قطعی اور طبعی نتیجہ نکالا گیا ہے۔ایک شخص جسے احساس ہو کہ خدا کے فضل کے نتیجے میں مجھے سب کچھ عطا ہوا ہے اس میں تکبر پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ چونکہ ان کی باتوں میں تکبّر ہے اس لئے اس کا طبعی نتیجہ یہ ہے لَا يَعْلَمُوْنَ وہ اس بات سے بے خبر ہیں، ان کو پتا ہی نہیں کہ اصل میں مسبب الاسباب کون ہے اور عطا کرنے والا کون ہے اور پھر یہ فرما کر وَ يَقْدِرُ تنبیہ بھی فرمادی گئی کہ اس سے تو خوب اچھی طرح بے خبر ہیں کہ خدا نے انہیں عطا کیا تھا۔اس بات سے بھی بے خبر ہیں کہ وہ لینا بھی جانتا ہے۔وہ جب چاہے جس قوم کے متعلق فیصلہ کرے اس کے رزق کی راہیں یا وہ تنگ کر دیتا ہے یا بند کر دیتا ہے۔ چنانچہ ان کے اس تکبر کا جواب ہے ایک تنبیہ ہے کہ آئندہ تمہارے ساتھ یہ ہونے والا ہے۔ جہاں تک رزق کے متعلق تمہارا تکبر کا تعلق ہے آئندہ وقت آئے گا کہ جن کو تم اپنے سے کم سمجھتے ہو خدا تعالیٰ ان کے رزق میں برکت ڈالے گا اور جس رزق کی بنا پر تم تکبر اختیار کر رہے ہو وہ تم سے چھین لیا جائے گا۔

پھر فرمایا وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اور وہ مال اور وہ اولادیں جن کے ذریعے بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى جو تمہیں ہمارے نزدیک ایک قرب کا مقام عطا کر سکتیں ہیں، یہ قرب کا مقام نہیں عطا کریں گی۔ کیوں اس کی وجہ بیان فرمائی گئی ہے یعنی ایسے اموال اور ایسی اولادیں جو یہ اندرونی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ صلاحیت رکھتیں ہیں کہ کسی کو اللہ کا قرب عطا کر دیں۔ تمہیں یہ قرب عطا نہیں کریں گی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور عملِ صالح اختیار کریں فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ یہی وہ لوگ ہیں جن کو دوہرا دوہرا اجر کا ثواب ملے گا بڑھا چڑھا کر خدا ان کو عطا فرمائے گا بِمَا عَمِلُوْا اس وجہ سے کہ جو نیک اعمال وہ بجالاتے رہے وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ اور وہ بالا خانوں میں نہایت ہی امن کے

مقام پر فائز کئے جائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ یہ دو باتیں جو ان کی طرف سے کی گئی تھیں ان کا جواب تو آ گیا، ہمارے اموال زیادہ ہیں ہماری اولاد زیادہ ہے۔ ان کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچے گا یہ بیان فرما دیا گیا اور جہاں تک وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ کا دعویٰ تھا اس کا جواب اس آیت میں ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وہ لوگ جو ہماری آیات کو ناکام بنانے کے لئے دوڑے پھرتے ہیں۔ ہر وقت مصروف ہیں کہ کسی وقت خدا تعالیٰ کی آیات کو ناکام بنا دیں۔ اُن کے متعلق تو قطعی بات ہے کہ وہ ضرور عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ یہ جو آخری حصہ ہے اس میں ساری قوم کے ساتھ عذاب کا وعدہ نہیں ہے یہ بہت ہی دلچسپ مضمون ہے لیکن اس کے متعلق میں بعد میں بیان کروں گا۔ پہلے میں کچھ تھوڑی دیر کے لئے واپس ان آیات کی طرف لوٹتا ہوں جن کا میں نے ترجمہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ تمام مذہبی تاریخ میں ہمیشہ ہر قوم کی خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں کی مخالفت کرنا اسی نفسیاتی بیماری کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ تکبر کو بھی خدا تعالیٰ نے سب سے زیادہ ذلیل بدی شمار فرمایا ہے سب سے زیادہ قابل نفرت بدی جو قرار دی گئی ہے وہ تکبر ہے۔ شیطانیت کی روح تکبر بیان فرمائی گئی۔ قرآن کریم میں سب سے پہلا واقعہ جو نصیحت کے طور پر ہمارے سامنے پیش فرمایا گیا وہ ابلیس کا واقعہ ہے کہ کس طرح وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا اور خدا کے قرب کی تمام راہیں اس پر بند کر دی گئیں اور بظاہر اتنی بڑی سزا کے لئے جو اس کا جرم ہے وہ چھوٹا سا دکھائی دیتا ہے اس نے اتنا کہا تھا کہ میں نے آدم کو سجدہ نہیں کرنا میں تجھے کروں گا۔ تیرا مطیع ہوں، تو آقا ہے اس سے تو میں انکار ہی نہیں کرتا لیکن یہ حقیر سے مٹی سے بنایا ہوا وجود مجھ پر کیسے فضیلت پا گیا۔ مجھے تو نے زیادہ طاقت کے مادے سے پیدا کیا ہے، زیادہ پر جلال مادے سے پیدا کیا ہے اور میں جلا دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ یہ حقیر سی گیلی مٹی میرے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہے۔ تو چونکہ اس کا مادہ اور اس کی سرشت میں ہی کمزوری پائی جاتی ہے اس لئے غالب چیز کو ایک کمزور سی چیز کے سامنے نہیں جھکنا چاہئے یہ اس کا اعتراض تھا اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا۔

وجہ یہ ہے کہ پہلا گناہ ہی تکبر کا گناہ تھا اور تکبر بظاہر مخلوق کے ساتھ تھا لیکن فی الحقیقت

پیدا کرنے والے کے مقابل پر وہ تکبر تھا۔ پیدا کرنے والے سے حق چھینا جا رہا تھا کہ وہ جسے چاہے مطاع بنا دے جسے چاہے مطیع بنا دے اور ہر حق خدا ہی کا حق ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے اس مؤقف کو تسلیم نہیں فرمایا۔ یہ وہ بنیادی نقطہ ہے جسے نا سمجھنے کے نتیجے میں بے انتہا انتظامی مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور تمام دنیا میں ہر طرف بہت سے فساد اسی نقطے کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں آپ کو پیدا ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

جماعتی معاملات میں نے بسا اوقات اس بات کا مشاہدہ کیا ہے۔بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مطیع ہیں، ہم واقف زندگی ہیں، ہم ہر طرح کی قربانی کے لئے اطاعت کے لئے تیار ہیں لیکن جب کسی ایسے آدمی کا مطیع بنایا جائے ان کو جس کو وہ اپنی نظر میں اپنے سے چھوٹا سمجھتے ہوں۔ یہ دیکھتے ہوں کہ یہ ہم پر حکومت کرنے کے لائق نہیں ہے، ہم اس پر حکومت کرنے کے لائق ہیں۔ وہیں ان کی وقف کی روح تباہ ہو جاتی ہے، وہیں ان کی اطاعت کی روح ختم ہو جاتی ہے اور وہ یہ سوال اُٹھانے لگ جاتے ہیں کہ اس کے سامنے ہم کیوں سر جھکائیں۔ یہ تو معمولی آدمی ہے، یہ تو چھوٹا آدمی ہے۔ پھر اس کی ہر بات تکلیف دیتی ہے۔جس کو وہ اپنے سے بڑا سمجھتے ہیں وہ ان سے بدسلوکی بھی کرے گا گالیاں بھی دے لے گا، ڈانٹ ڈپٹ کرے گا وہ اپنے دل میں اتنی تکلیف محسوس نہیں کرتے۔جس کو اپنے سے چھوٹا سمجھتے ہیں خواہ اس کو ان کا مطاع بنا بھی دیا گیا ہو اس کی ادنیٰ سی بات پر بھڑک اٹھتے ہیں اس نے ہماری بے عزتی کی۔ یہ تو اس لائق نہیں ہے کہ ہم اس کی اطاعت کریں۔

اندرونی بیماری وہی ہے جو پہلے دن کی شیطان کی بیماری تھی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے یہ نیکی اور بدی کی جنگ کے آغاز کا اعلان کیا۔فرمایا تکبر کے نتیجے میں اس حکمت کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں کہ **جو شخص مقرر کرتا ہے اس کو دیکھا جائے گا نہ کہ یہ دیکھا جائے گا کہ کس کو مقرر کیا گیا ہے**۔ اگر تم اس کو دیکھو گے جس نے مقرر کیا ہے تو تم ہمیشہ عجز کے سامنے، ہر اس چیز کے سامنے سر جھکا دو گے جسے مقرر کیا گیا ہے اگر تم یہ دیکھو گے کہ کس کو مقرر کیا گیا ہے تو پھر تو ہزار دھوکے ہیں نفس کے ہزار مواقع پر تمہیں یہ خیال پیدا ہوگا کہ اس لحاظ سے میں بہتر ہوں، اس لحاظ سے میں بہتر ہوں اور تمہاری اطاعت بیسیوں یا سینکڑوں یا ہزاروں جگہ مجروح ہوتی چلی جائے گی۔

تو تکبر کا جو مضمون ہے اس پر آپ غور کر کے دیکھ لیں جہاں خدا تعالیٰ کے سامنے شیطان

نے تکبر کا اظہار فرمایا وہاں براہ راست نہیں تھا بالواسطہ تھا اور نبوت کے متعلق بھی تکبر بالواسطہ ہی رہا ہے ہمیشہ۔ وہ لوگ جن کو خدا نے بھیجا ہے وہ چھوٹے دکھائی دیتے ہیں وہ کمتر دکھائی دیتے ہیں اور اسی وجہ سے ہمیشہ انسان دھوکا کھاتا چلا آیا ہے۔ آج بھی اسی لئے دھوکا کھا رہا ہے کہ جن کو خدا نے چنا ہے یہ تھوڑے سے لوگ ہیں معمولی نظر آنے والے، تعداد میں بھی تھوڑے اموال اور طاقت میں بھی تھوڑے، ہم کیسے ان کے سامنے سر تسلیم خم کر سکتے ہیں۔

وَمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَآ اَوۡلَادُكُمۡ بِالَّتِىۡ تُقَرِّبُكُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰٓى اِلَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا میں جو طرز بیان اختیار فرمائی گئی ہے عربی گرائمر کے لحاظ سے یہ عام دستور سے ہٹ کر ہے اور جہاں بھی آپ کو عام دستور سے ہٹی ہوئی طرز دکھائی دے گی وہاں یقین کریں کہ ایک سے زیادہ معانی پیدا کرنے کی خاطر ایسا کیا گیا ہے اور اس جگہ بھی یہی طریق ہے ورنہ عام طریق عربی گرائمر کے مطابق یہ ہونا چاہئے تھا وما اموالکم ولا اولادکم التی تقربکم عندنا زلفی ۔کیونکہ فاعل اموالکم ولا اولادکم ہیں۔ وہ تمہیں ہمارے قریب کرتے ہیں اس میں اَلَّتِىۡ سے پہلے ب کی بظاہر گنجائش نظر نہیں آتی لیکن گنجائش پیدا کی جاسکتی ہے اور قادر الکلام اس رنگ میں اس طریق کو اختیار کر سکتا ہے کہ اس سے بجائے اس کے کہ زبان کے قواعد کی مخالفت ہو طرز بیان ایسی بن جائے کہ اس میں نیا مضمون داخل ہو جائے۔ اس پہلو سے میں نے نمایاں طور پر یہ بات اس لئے بیان کی ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی آپ عام طرز سے ذرا ہٹ کر بات کو بیان ہوتا ہوا دیکھیں گے اور جہاں بظاہر ایک اِشکال پیدا ہوگا یقین جانیں کہ وہاں ضرور کوئی خزانہ مدفون ہے۔ حکمتوں کا کوئی خزانہ، معانی کا کوئی گنجینہ وہاں ضرور دفن ہوگا۔

یہ آیت بھی فی الحقیقت دو معانی رکھتی ہے اور انہی دو معانی کا مضمون آگے چلتا چلا جارہا ہے اسی طرح دوہرا مضمون۔ ایک معنی اس کا یہ بنے گا وَمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَآ اَوۡلَادُكُمۡ بِالَّتِىۡ تُقَرِّبُكُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰٓى اس کے بعد اِلَّا سے پہلے کچھ مضمون حذف ماننا پڑے گا۔ تمہارے اموال اور تمہاری اولادیں جو تمہارے نزدیک تمہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں ہرگز ایسا نہیں وہ کافی نہیں ہے۔ یہ مضمون اس میں حذف ماننا پڑے گا اِلَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

ہاں اگر وہ لوگ جو اموال رکھتے ہیں اور اولادیں رکھتے ہیں وہ ایمان لانے والے ہوں اور عملِ صالح کرنے والے ہوں تو اس صورت میں اموال بھی خدا تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بن سکتے ہیں اور اولادیں بھی خدا تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے گا کہ مَنْ اٰمَنَ میں اولاد شامل ہو جائے اور یہ معنی ہوگا اگرچہ اموال اور اولاد براہِ راست اپنی ذات میں خدا کے نزدیک کوئی بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ یہ کافی نہیں ہیں تمہیں خدا کے قریب کرنے کے سوائے اس کے کہ اولادیں ایسی ہوں جو تمہاری طرح ایمان لانے والی ہوں اور عملِ صالح اختیار کرنے والی ہوں پھر ان اولادوں کی قیمت بن جاتی ہے خدا کے حضور اور وہ اولادیں تمہیں ضرور خدا کے قریب کر سکتی ہیں۔

یہ دونوں معانی گویا دو منزلیں ہیں مضامین کی جو اس مضمون کو ایک نسل تک محدود نہیں رہنے دیتی اگلی نسل تک پھیلا دیتی ہے۔ چنانچہ اس کے جواب میں بھی خدا تعالیٰ نے دو ہی منزلیں بیان فرمائی ہے فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ ان کے لئے دوہرا تہرا اجر ہے بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ یہ بالا خانوں والے لوگ ہیں دو منزلہ مکانوں میں رہنے والے۔ یہاں دو منزلہ جو اجر ہے اس سے دراصل دو نسلوں کی مسلسل نیکی کی طرف اشارہ ہے۔ ماں باپ بھی نیک ہوں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اموال خرچ کرنے والے ہوں اور اولادیں پیش کرنے والے ہوں۔ اموال تو ان کی نیکی کی وجہ سے قبول ہو جائیں گے لیکن اولادیں اس طرح قبول نہیں ہوں گی جب تک اولادیں خود بھی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وہ خود ایمان لانے والی بنیں اور عملِ صالح کرنے والی بنیں۔ تو اوپر تلے دو نسلیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہو جائیں گی۔ پھر ایسی اولادوں کا اجر ان ماں باپ کو بھی ملے گا جو وقف کی نیت رکھتے تھے ان کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہتے تھے یہ اولادیں ضرور ان کے لئے بھی خدا کے قرب کا ذریعہ بن جائیں گی، خدا کے پیار کے حصول کا ذریعہ بن جائیں گی لیکن خود اگر وہ بالا رادہ اس میں شامل نہ ہوں، اپنے نیک اعمال کے ذریعے اپنے دعاوی کو سچا نہ کر دکھائیں تو پھر ان کا اجر ان کے ماں باپ کو نہیں مل سکتا۔ اسی طرح ماں باپ کو اگر وہ عملِ صالح نہ کرنے والے ہوں یا ایمان نہ لانے والے ہوں۔ ان کو نہ اموال کا کوئی اجر مل سکتا ہے نہ اولاد کا کوئی اجر مل سکتا ہے۔ یہ دو مضمون ہیں جو اکٹھے اس آیت میں بیان فرما دیئے گئے۔ تبھی فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ کا

مضمون بیان فرما کے دوہری شان بیان کی گئی ہے ایسے لوگوں کی۔

اسی کے پیش نظر میں نے یہ تحریک کی تھی کہ آئندہ صدی کے لئے جماعت جہاں اموال کثرت کے ساتھ پیش کر رہی ہے۔ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ اتنی حیرت انگیز مالی قربانی کی رُوح جماعت میں پیدا ہو چکی ہے کہ بسا اوقات مجھے تحریک کی ضرورت ہی نہیں پڑتی اسی لئے میں نے اب زیادہ ذکر کرنا چھوڑ دیا ہے کیونکہ مجھے یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں کچھ لوگ توفیق سے زیادہ نہ تکلیف اٹھا جائیں۔ جو کام کرنے ہوتے ہیں ان کے لئے خدا کے نزدیک جتنے روپے کی ضرورت ہے وہ کثرت سے آجاتے ہیں ایک بھی کام گزشتہ چند سالوں کے اندر، مجھے جب سے خدا تعالیٰ نے خلافت پر فائز فرمایا ہے، ایک بھی کام ایسا نہیں ہے جو مالی کمی کی وجہ سے رک گیا ہو۔ ایک ذہن میں نئی سکیم آتی ہے میں پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ اس کے لئے رقمیں بجھوانی شروع کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ اعلان سے پہلے ہی خود بخود آنی شروع ہو جاتیں ہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ پہلے میرے ذہن میں یہ تھا اور اس کے لئے میں نے نقشے بھی بنوانے شروع کئے تھے کہ اگلی صدی سے پہلے ہم دارالیتامیٰ بھی بنالیں کیونکہ قرآن کریم میں یتیموں کے بہت حقوق بیان ہوئے ہیں اور تحریک میں نے کوئی نہیں کی لیکن ایک صاحب کا مجھے خط آگیا کہ میری خواہش یہ ہے کہ کم از کم چالیس لاکھ روپیہ دارالیتامیٰ کے لئے پیش کروں۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جس طرح چاہیں جو چاہیں بنوائیں یہ آپ کی مرضی ہے، یہ جماعتی معاملہ ہے جس طرح چاہے پسند کرے بنائے لیکن یہ میری خواہش ہے کہ دارالیتامیٰ کے لئے استعمال ہو اور اس کے علاوہ بھی پھر کئی ایسی رقمیں آنی شروع ہو گئیں۔ جس میں اسی قسم کا اظہار تھا۔ ابھی یورپ سے ہی خاتون نے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھے دلی محبت ہے یتیموں اور غریب بچوں کے اوپر خرچ کرنے کی اور یہ رقم ہے جو میں آپ کے پاس آپ لئے پیش کرتی ہوں جس طرح چاہیں خرچ کریں۔

تو بسا اوقات تحریک کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی اس کثرت سے جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ مالی قربانی میں آگے بڑھ گئی ہے کہ از خود اچھل رہا ہے جس طرح ماں کی چھاتیوں سے بچے کے لئے دودھ اچھلتا ہے اس طرح اللہ کے دین کے کاموں کے لئے خدا تعالیٰ نے جماعت کی چھاتیوں میں دودھ اتار دیا ہے۔ اچھل اچھل کے باہر نکل رہا ہے۔

جہاں تک اولادوں کے وقف کا تعلق ہے اس ضمن میں ابھی اس شان کی قربانی پیدا نہیں ہوئی تھی کیونکہ مختلف اوقات میں جب وقت کے لئے زور دیا جاتا رہا تو جماعت اپنے جگر گوشے پیش کرتی رہی ہے لیکن درمیان میں بسا اوقات لمبے عرصے پڑ گئے، لمبے وقفے حائل ہو گئے کہ جب خلیفہ وقت نے وقف کی طرف توجہ نہیں دلائی اس لئے جماعت بھی اس معاملے میں خاموش ہو گئی۔ چنانچہ آئندہ کی ضرورتوں کے پیش نظر میں نے یہ تحریک کی کہ اپنے بچوں کو اپنی آئندہ نسلوں کو وقف کرو۔ اگلی صدی میں ہمارے کام بہت کثرت سے پھیلنے والے ہیں۔ ان کے اندازے ابھی سے کچھ ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ بالکل نئے نئے ممالک کی فتح کے اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرما رہا ہے، نئی نئی قوموں میں جماعت کو داخل کر رہا ہے اور خود بخود ہو رہا ہے، ہماری کوششوں سے بعض دفعہ تعلق نظر آتا ہے بعض دفعہ کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔

افریقہ کے ایک ملک میں جہاں خیال تھا کہ ہم وہاں بھی جماعت کا پودا لگائیں گے انشاء اللہ ابھی تک وہ محروم تھا اس پہلو سے۔ اس کا ایک سیاح باہر نکلا سپین وہاں مسجد دیکھی اور بیعت کر کے واپس چلا گیا اور اب اس کا خط ملا ہے کہ اب ہماری تربیت کا کچھ کرو سو سے زائد تو احمدی میں بنا چکا ہوں ابھی تک اور چندہ بھی دے رہے ہیں سارے اور مسجد کے لئے زمین بھی پیش کر دی ہے یہ بھی فیصلہ ہے کہ ہم خود ہی بنائیں گے سب کچھ کوئی جماعت پہ بوجھ نہیں ہوگا یعنی مدد نہیں مانگیں گے کسی اور سے لیکن ہمیں پھر بھی، آخر ہم نئے ہیں ہمیں دینی تربیت کے لئے کوئی آدمی چاہئے، آپ ہمارے لئے کچھ فکر کریں کہیں یہ نہ ہو کے بعض غلط باتیں ہم میں رائج ہو جائے۔

تو اس معاملے میں تو جس طرح چھت پھاڑ کر ملتا ہے رزق اسی طرح کی کیفیت ہے کوئی جماعتی کوشش کا اس میں دخل نہیں ہے لیکن بہت سے ایسے وہ مقامات بھی ہیں جہاں بظاہر جماعتی کوشش کا دخل نظر آ رہا ہے لیکن امر واقعہ ہے کہ اللہ کی تقدیر خود پیدا کر رہی ہے سامان۔ اس قسم کے واقعات نصیحت کے طور پر ہیں یہ بتانے کے لئے کہ کہیں تم اپنی کوششوں کی طرف ان روحانی پھلوں کو منسوب کر کے متکبر نہ ہو جانا۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ تم نے کیا ہے۔

چونکہ تکبر کا مضمون بیان ہو رہا ہے اس لئے میں اس بات کو بھی کھول دینا چاہتا ہوں کہ نئے نئے علاقوں میں جو جماعت پھیل رہی ہے بعض دفعہ نظر آتا ہے کہ گویا جماعت نے یہ ترکیب کی اور اس

کو یہ پھل لگ گیا حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہی ترکیبیں پہلے ہو چکی تھیں اور ان کو کوئی پھل نہیں لگا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سازگار ہوا چلائی جا رہی ہے، کچھ پھل ہیں جو پکائے جا رہے ہیں۔ اس لئے کہ جماعت ترقی کے بالکل نئے دور میں داخل ہونے والی ہے۔ بہت ہی عظیم الشان ترقیات آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو تیار فرما رہا ہے۔ **اس لئے مجھے یقین ہے کہ اگلی صدی میں لکھوکھہا واقفین زندگی کی ضرورت پڑے گی۔** اسی لئے میں نے جماعت میں ایک تحریک کی تھی کہ ابھی سے اپنے بچے پیش کر دیں تاکہ پھر جب ہم صدی میں داخل ہوں تو خدا کے حضور پہلے ہی تیار ہو کر حاضر ہوں اور جب بھی خدا کے حضور کوئی قربانی پیش کی جاتی ہے اس کے لئے مصارف کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ خود ہی فرما دیتا ہے۔ اگر لاکھ واقفین آپ پیش کریں گے تو یقین جانیں کہ لاکھ واقفین کے لئے تمام ضروری سامان خدا خود مہیا فرمائے گا۔ مشنوں کے لئے جگہ عطا کرے گا، ان کے تبلیغ کے لئے جتنی بھی ضرورتیں ہیں وہ ضرورتیں پوری فرمائے گا، ان کے اپنے لئے رزق کا انتظام فرمائے گا اور پھر اسی نسبت سے نئی نئی قوموں میں، نئے نئے علاقوں میں احمدیت اور اسلام کی طرف رجحان پیدا فرما دے گا۔

تو بعض دعائیں ہوتی ہیں زبان کی دعائیں، بعض ہوتی ہیں عمل کی دعائیں۔ یہ بھی میرے ذہن میں ایک بات تھی کہ ہم عملاً خدا کے حضور دعا کے طور پر یہ بچے پیش کر دیں کہ اللہ تیرے حضور حاضر ہیں اب تو سنبھال تیرا کام ہے۔ اب ہمارے نہیں رہے تیرے ہو گئے ہیں تو نے ہی ان کو پالنا ہے تو نے ہی ان کے لئے سارے انتظامات فرمانے ہیں، ان سے کام لینے کے انتظامات فرمانے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت بالعموم بہت اچھے طریق پر اس آواز کا جواب دے رہی ہے اور بعض جگہ تو لطیفے بھی بن جاتے ہیں۔ بعض معمر لوگوں نے تو یہ درخواست کی کہ ہمیں دوسری شادی کی اجازت دی جائے کیونکہ ہماری پہلی بیوی اس لائق نہیں رہی کہ اس کے بچہ ہو سکے۔ اس بہانے انہوں نے کہا ہم شادی بھی اور کر لیں گے ثواب بھی مل جائے گا ساتھ اور بیویاں اب کس طرح انکار کریں گی، خلیفہ وقت نے تحریک کی ہوئی ہے اور خاوند کہتا ہے میں مجبور ہوں میں نے بچہ پیش کرنا ہے اب بتاؤ بیوی کیا کہہ سکتی ہے بے چاری اور واقعۃً احمدی عورتیں اتنی مخلص ہیں کہ بعض یہ کہہ رہی ہیں خود کہ اس معاملے میں ہم تمہیں نہیں روکتیں چنانچہ ان کے اجازت نامے بھی مجھے پہنچ جاتے ہیں

کہ اب وقت کی تحریک ہے ہم اپنے خاوند کو اپنے جذبات کی بنا پر کیسے محروم کریں اس نیکی سے۔

تو بڑے دلچسپ لطیفے ہیں لیکن پر خلوص لطیفے ہیں۔ان کے اندر گہرا قربانی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ اگر خاوند کی طرف سے نہیں تو بیوی کی طرف سے تو ضرور پایا جاتا ہے۔تو جماعت اس رنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان بچوں کو پیش کر رہی ہے لیکن ان آیات کو میں نے اس وجہ سے بھی منتخب کیا کہ آپ کو یہ بتاؤں کے بچے پیش کرنا کافی نہیں ہوگا کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

وَمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَآ اَوۡلَادُكُمۡ بِالَّتِىۡ تُقَرِّبُكُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰٓى اِلَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا کہ تم جو مال پیش کرتے ہو اور جو اولادیں پیش کرتے ہو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ فی ذاتہٖ ان کے ذریعے تم خدا کے رضا خرید سکتے ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت کے سودے کر سکتے ہو۔ اموال کے تو ہو سکتے ہیں اگر تم مخلص ہو اور اولاد کے اس حد تک ہو سکتے ہیں کہ تمہارا اخلاص قبول ہو جائے گا لیکن اگلی نسل کا وقف اس بات پر منحصر ہے کہ وہ خود بھی ایمان لانے والی ہو اور عمل صالح کرنے والی ہو۔ اگر وہ ایمان لے آئیں اور عمل صالح کریں تو پھر ان کی ساری نیکیاں تمہارے درجات کی بلندی کا موجب بھی بنیں گیں پھر دو منزلہ اور کئی کئی منزلوں والے بالا خانے تمہیں عطا ہوں گے لیکن اگر اگلی نسل تک تمہاری نیکی رک گئی اور وہاں ان میں داخل نہ ہو سکی یا وہ اسے لے کر آئندہ نسلوں تک پیغام کے طور پر جاری نہ کر سکے تو پھر یہ معاملہ ختم ہو جائے گا پھر بالا خانے کا مضمون پیدا نہیں ہوگا۔

پس جماعت کو اپنی اس اولاد کی تربیت کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچپن سے ہی ان بچوں کے دلوں میں خدا کی محبت اس طرح بھر دیں اور اس خلوص کے ساتھ ان کے لئے دعائیں کریں کہ جو آپ کی کوتاہیاں ہیں ان کو نظر انداز فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت بھرنا شروع کر دیں۔ مائیں ان کو دودھ میں اللہ کی محبت پلائیں اور بچپن سے یہ مختلف دکھائی دینے لگیں۔

یہ جو مضمون ہے مختلف دکھائی دینے والا اس کا تعلق بھی ایک بچے کے وقف سے ہے۔ حضرت مریم کو ان کی والدہ نے وقف فرمایا اور خدا کے سپرد کر دیا کہ اب تو جان جو چاہے کر میں نے تو وقف کرنا تھا لڑکا یا لڑکی عطا کرنا تیرا کام تھا۔ جو کچھ بھی ہے میں نے تیرے حضور پیش کر دیا اور قرآن کریم فرماتا ہے بچپن سے ہی ان کے حالات دوسرے بچوں سے مختلف تھے۔اُن کے اندر بعض

امتیازی شانیں تھیں جن کو حضرت زکریا نے محسوس فرمایا اور ان امتیازی نشانات کو دیکھ کر ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی اور جو دعا بن گئی کہ اے خدا! مجھے بھی تو ایسی اولاد عطا فرما۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کی خوشخبری دی۔ پھر اسی ماں کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہوا اس کے بھی بچپن میں آثار دوسرے بچوں سے مختلف تھے۔ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا (آل عمران: ۴۷) وہ گفتگو کرتا تھا، خدائی گفتگو کرتا تھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا تھا۔ تو ان دونوں مثالوں میں ہمارے لئے ایک سبق ہے کہ بچپن ہی سے وقف کرنے والی اولاد کے دل میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی محبت پیدا کرنی چاہئے اور صرف کوشش سے مطمئن نہیں ہونا چاہئے جب تک وہ آثار ان میں ظاہر نہ ہو جائیں اُس وقت تک اطمینان نہیں پکڑنا چاہئے۔

پس اب ان کی تربیت کا جو دور ہے اس میں اللہ تعالیٰ ماں باپ کو زندگی عطا فرمائے کہ وہ خود محبت کے ساتھ ان وقف شدہ بچوں کی تربیت کر سکیں۔ اس تربیت کے دور میں دعائیں بھی آپ کو کرنی ہوں گی، ہر قسم کے ذرائع کو استعمال میں لانا ہوگا یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں دن بدن اپنی اولاد کی طرف سے زیادہ ٹھنڈی ہوتی چلی جائیں گی۔ آئے دن آپ ان کی طرف سے ایک جنت کے نظارے دیکھیں گے کہ ان کے اندر خدا تعالیٰ، پھر دیکھیں، ان بچوں میں کس طرح اپنی محبت کے ساتھ ساتھ اپنے قرب کے نشان ظاہر فرماتا ہے اور جو بچے بچپن سے ہی خدا تعالیٰ سے محبت کرنے لگ جائیں ان کے لئے اعجازی نشان عطا ہونے میں دیر نہیں کی جاتی۔ یہ خیال نہ کریں کہ جب تک وہ بڑے نہ ہو جائیں، بالغ نہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان سے کوئی اعجازی سلوک نہیں فرمایا کرتا۔ بچپن سے ہی ان کے اندر اعجازی طاقتیں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں ان کی دعائیں قبول ہونے لگ جاتی ہیں ان کی خواہشات دعا بن جاتی ہیں اور ایسے بچے نمایاں ہو کر باقی بچوں سے ایک الگ وجود دکھائی دینے لگتے ہیں۔

ایسے وقف کریں جو قرآن کریم کی وقف کی مثالوں کے اوپر پورے اُترنے والے ہوں۔ ایسے وقف کریں کہ اگلی صدیاں ناز کریں ان پر بھی اور آپ پر بھی جنہوں نے وقف کئے تھے کہ ہاں ہاں ایسی ایسی مائیں تھیں جنہوں نے یہ لعل ہمارے لئے تحفۃً بھیجے، ایسے باپ تھے جنہوں نے اس طرح دعاؤں کے ساتھ اور گریہ وزاری کے ساتھ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کا خیال رکھا تھا اپنے جگر گوشے ہماری ہی بھلائی کے لئے پیش کر دیئے تھے۔ یہ جب آپ کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ سے وعدہ کرتا ہے کہ آپ کو ان نیکیوں کے برابر اجر نہیں بلکہ دوہرا تہرا ہمیشہ بڑھتے رہنے والا اجر عطا ہوگا اور

آپ کی نیکیاں Skyscrapers بنی شروع ہو جائیں گی، بالا خانے عطا ہوں گے اس لئے کہ اگر پہلی نسل بھی نیکی پہ قائم ہو جائے تو ایک منزلہ نیکی کی بجائے دو منزلہ نیکی بن گئی اور اگر نسلاً بعد نسلٍ اسی طرح ان کی اولاد اور پھر اُن کی اولاد اور پھر اُن کی اولاد نیکیوں پہ قائم ہوتی چلی جائے تو آپ کو تو Skyscrapers ہی اس شان کے عطا ہوں گے کہ دنیا نے کبھی اس شان کے Skyscrapers نہیں دیکھے۔ امریکہ کے بنائے ہوئے Skyscrapers تو کوئی چودہ سوفٹ پہ جا کہ ختم ہو جاتا ہے، کوئی پندرہ سوفٹ پہ جا کے ختم ہو جاتا ہے لیکن یہ جو بالا خانے ہیں یہ زمین سے اُٹھتے ہیں اور آسمان سے باتیں کرتے ہیں، ان کی بلندیاں آسمان کے کنگروں کو چُھوتی ہیں۔

اتنے عظیم الشان اجر ہیں اس نیکی کے جو اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں کہ میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس کے پیچھے تتبع کریں اور اس کی رُوح کو قائم کرتے ہوئے پورے انہماک اور پورے خلوص کے ساتھ یہ کوشش کریں کہ ان کی قربانیاں قبولیت کا درجہ پا جائیں تو پھر اجر اتنا ہے کہ اس کی کوئی انتہاء نہیں۔ ایسی رفعتیں آپ کے لئے مقدر ہیں خدا کی طرف سے کہ کسی انسان کا تصور بھی ان کو نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

ابھی چند دن ہوئے انگلستان کی جماعت کو ایک بہت گہرا صدمہ اُٹھانا پڑا۔ ہمارے ایک بہت ہی مخلص اور فدائی دوست احمدی داؤد احمد صاحب گلزار اچانک دل کی بیماری سے وفات پا گئے۔ یہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جو وقف کی روح رکھتے تھے اور بظاہر وقف نہیں تھے لیکن زندگی کا ہر حصہ ہر شعبہ، ہر لمحہ ان کا وقف کی طرح گزرتا تھا۔ مسجد سے بے انتہاء محبت، ہر دین کے کام میں آگے آگے۔ میرے یہاں آنے پر جن لوگوں نے غیر معمولی ہاتھ بٹایا ہے ان میں یہ بھی ایک سرِ فہرست تھے۔ اس لئے ساری جماعت کا اور میرا یہ بڑا گہرا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت فرمائے اور جن بالا خانوں کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے ان کو بھی نصیب ہوں اور ان کی اولاد میں بھی جن میں ابھی بھی میں نیکی کے بہت بڑے آثار دیکھ رہا ہوں، ان کی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ انہیں راہوں پر چلائے اور آگے نسلاً بعد نسلٍ ان کو مزید نیکیاں عطا فرماتا رہے۔ ان کی نماز جنازہ تو ہو چکی ہے اس لئے حاضر کے بعد غائب نماز جنازہ پڑھنے کا تو کوئی سوال نہیں ہے۔

مگر ایک اور مخلص کارکن سلسلے کے ایسے ہیں جن کی آج جمعہ کے بعد نماز جنازہ ہوگی وہ بھی ایک غیر معمولی مقام رکھنے والے واقف زندگی تھے، **مولوی عزیز الرحمان صاحب منگلا** مربی سلسلہ جو 29 ر جون کو وفات پا گئے ہیں۔ مولوی عزیز الرحمان صاحب کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے ایک پیر تھے منور دین صاحب جن کے ذریعے ان کو احمدیت نصیب ہوئی اور منور دین صاحب کا بہت اثر تھا منگلا علاقے میں۔ چنانچہ ان کے اثر کے نتیجے میں منگلا قوم میں رجحان پیدا ہوا لیکن کچھ عرصہ تک احمدیت سے کھلم کھلا وابستہ رہنے کے باوجود یا اس کی تائید کرنے کے باوجود دنیا کے دباؤ میں آکر وہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کا شاگر دِرشید عزیز الرحمان بھی ان کے ساتھ ہی واپس چلا جائے گا لیکن یہ حقیقۃً شاگرد رشید تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو رشد عطا فرمایا تھا۔ نہ صرف یہ کہ واپس نہیں گئے بلکہ بہت کھلم کھلا ان کا مقابلہ کیا ہے۔ مناظروں میں ان کو چیلنج دیئے ان کے تمام ان اثرات کو مٹایا جو وہ بعد میں قوم میں پھر پیدا کرنا چاہتے تھے اور نیک اثرات کو قائم رکھا۔ چنانچہ اس لحاظ سے ہزاروں کی ہدایت کا موجب بنے ہیں یہ اور وقفِ زندگی بھی کیا پھر ان کے تقاضوں کو نبھایا بھی۔ اس لئے یہ خاص مقام رکھنے والے خادم سلسلہ ہیں ان کی نماز جنازہ غائب ابھی جمعہ کے بعد ہوگی۔

اسی طرح ہمارے ایک بچپن میں ہمارے ساتھ قادیان میں وقت گزارنے والے اکٹھے کھیلنے والے کیپٹن عبدالحمید صاحب سیال کے متعلق ان کے صاحبزادے طاہر احمد نے اطلاع دی ہے وہ آج کل کینیڈا میں ہیں کہ یہ وفات پا گئے ہیں اور انہوں نے خط میں وہ بعض واقعات ان کے بچپن کا ذکر کے کہ ہمارے والد ہمیشہ ہمیں آپ کے متعلق یہ بتایا کرتے تھے۔ اس لئے خاص طور پر میرے محبت کے جذبات کو اُٹھایا ہے۔ بیدار کیا ہے کہ ان کے لئے خصوصیت سے دعا کروں تو آپ بھی اس دعا میں شامل ہوں۔

ان دونوں کی نماز جنازہ غائب جمعہ کی نماز کے معاً بعد ہوگی۔